

از جناب ڈاکٹر ابو الفضل نجف روان

دانش آباد - پشاور یونیورسٹی

ملتِ افغان

اور عربی زبان و ادب کی خدمات

علامہ اقبالؒ نے کیا سچ فرمایا

آسیا یک پیکر آب و گل است ملتِ افغان درآں پیکر دل است

(ایشیادنی و مٹی کا ایک پیکر ہے جس کا دل افغان قوم ہے)

وہ ایک روشن ضمیر اور حق گو فلسفی تھے۔ اور دنیا کی کسی قوم سے اتنے متاثر نہیں ہوتے۔ گزشتہ چند صدیوں سے

انگریز قوم نے بالخصوص اور اہل یورپ نے بالعموم دنیا کو جس حیرت میں ڈالا وہ قارئین پر مخفی نہیں۔ آج تک ہم زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کے مقلد ہیں اور خدا جانے کب تک رہیں گے۔

لیکن علامہ صاحب نے واضح الفاظ میں مغرب کا خاکہ یوں کھینچا

یہ عیش و فراہ ہے حکومتِ تجارت دل سینہ بے نور میں سر و دم تسلی

تاریک ہے، افرنک مشینوں کے دھوم سے یہ وادی الین نہیں شایانِ تجلی

ہے نزع کی حالت میں تہذیبِ جوانِ مرگ شاید، کلیسا کے، یہودی ہوں متولی

علامہ اقبال اگر کسی سے متاثر ہوئے تو نہ ملتِ فغان سے۔ اس نے افغانستان اور یورپ کے دورے کئے

اور اپنے تاثرات اپنے اشعار میں بیان فرمائے جس کا ایک نمونہ آپ نے ملاحظہ کیا۔

انہوں نے پشتو کے ایک عظیم شاعر خوشحال خان خٹک کو صرف انگریزی زبان کے ذریعہ پہچانا۔ جب خوشحال خان

کے چند شعروں کا ترجمہ کے پڑھنے کا موقع انہیں ملا اور بھرپور خراج عقیدت پیش کیا۔

انہوں نے جمال الدین افغانی کو بڑی خراج عقیدت پیش کی۔ اور ان کی سیاست و قیادت کو سراہا۔ علامہ موصوف نے

عجب خان افغانی کو اپنے شعروں میں خراج تحسین اس لئے پیش کیا کہ عجب خان نے مادی قوت کی کمی کے باوجود ایک جابر

انگریز کی اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔

انگریز جب ملت افغان کے مقابلے میں ننگ ہو گئے تو انہوں نے اپنی مادی قوت کے بل بوتے پر اس غیور قوم کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا اور اسے ڈاکو، خوشخوار، دہشت گرد، شہر سپرد عناصر کے ذلیل و خوار القاب سے یاد کیا۔ آج کل افغان قوم جس آزمائش اور ابتلا کے دور سے گزر رہی ہے اس سے منقریباً دنیا کا ہر فرد باخبر ہے۔ جس جابر و دشمن روس سے اسے واسطہ پڑا ہے اس کی سائنسی ہمارت اور عسکری قوت دنیا تسلیم کرتی ہے۔ امریکہ، یورپ، مغرب مشرق و مغرب نے اس کی طاقت کا لوہا مانا ہے۔ صرف افغان قوم ہے جو اس کی استعماری اور استبدادی منصوبے کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اتنی بڑی طاقت سے صرف اور صرف اسلام کی خاطر ٹکر لے رہی ہے۔ آئیے آج اس قوم کی تاریخ اور اصلیت پر ایک نظر ڈالیں اور ان کی وہ خدمات ایک جھلک میں قارئین کو دکھائیں جسے انہوں نے عربی زبان کی ترقی اور علوم اسلامیہ پر دین اسلام کی سربلندی میں انجام دئے۔

افغان کون ہیں؟ | ویسے تو مورخین لکھتے آئے ہیں کہ ان کا اصلی وطن افغانستان ہے۔ لیکن افغانستان کا نام ان کی سرزمین پر احمد شاہ ابدالی نے (۱۷۴۷-۱۷۷۳) رکھا۔ جو خود درانی خاندان کا بانی تھا۔

حقیقت میں افغانستان کی تاریخ پانچ ہزار سال قدیم ہے۔ اس زمانے میں اس کا نام آریا۔ یا، آریانا تھا۔ زرتشت کی کتاب اویستا (AVESTA) میں اس ملک کی حدود بھی بیان کی ہیں۔ ہندومت کی کتابوں یعنی ویدوں میں بھی مذکورہ قول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایک یونانی مورخ ہیروڈوٹس نے (۴۸۴ ق م) افغانوں کے وطن کو آریانا کے نام سے یاد کیا ہے۔ کہ اس کا صدر مقام بلخ تھا۔

کسی زمانے میں ان کے ملک کا کچھ حصہ خراسان کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔ افغان قوم کو بختون اور زبان کو بختو کہتے ہیں اور ان دونوں ناموں کی نسبت بلخ کی طرف ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ جب بخت نصر بابل (۵۶۲ ق م) نے بیت المقدس پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا تو کچھ قبیلے اس نے قید میں رکھے اور کچھ مشرق کی طرف رخ کر کے بلخ اور بعد میں تلاش معاش کے سلسلہ میں شیبی علاقوں میں اترے اور دریائے سندھ کے کناروں تک آباد ہو گئے۔

لفظ افغان کی تحقیق | (۱) بعض مورخین کا خیال ہے کہ ”افغانا“ آرمیا کا بیٹا تھا اور آرمیا طاقتور نبی اور بادشاہ کا فرزند تھا۔ اس طرح ”افغانا“ کی اولاد افغان قبیلے اور پھر پوری قوم افغان کے نام سے موسوم ہو گئی۔ جب اسلام افغان قوم کے پاس پہنچا تو سب نے اسے تہہ دل سے قبول کیا۔ چنانچہ یہ مقولہ مشہور ہو گیا۔ ”افغان اور اسلام لازم ملزوم ہیں“

- ۲۔ افغان قوم کو پٹھان بھی کہتے ہیں یہ دراصل فُتُحان ہے جس کا معنی ہے فاتح قوم اور ظاہر ہے کہ ہندوستان میں بطور فاتح قوم نے کچھ عرصے تک حکومت کی۔ اس عہد کو تاریخ نے عہد افغان سے یاد کیا ہے۔ جس کا سرخیل فرید خان شیر شاہ سوری تھے۔ بعض مورخین ان کو حضرت یعقوب کی اولاد بتاتے ہیں۔ میرے خیال میں حضرت یعقوب سے بہت پہلے کے ہیں۔
- ۳۔ میں نے عراق کے اندر بہت سے افغان نسل عرب دیکھے ہیں جو اپنے آپ کو خالدی کہتے ہیں وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ حضرت خالد کی شادی ایک افغان نسل کی عورت سے ہوئی تھی ہم اس نسبت سے خود کو خالدی کہتے ہیں۔
- ۴۔ ایک مصری ادیب ابوالقینین محمد فہمی نے ایک کتاب "افغانستان بین الامس والیوم" (آج کل کا افغانستان) لکھی ہے اس کے خیالات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

- ۱۔ افغان قوم بحیرہ روم کے خطہ میں رہنے والی قوموں سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے "میری اپنی ذاتی رائے ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ افغان قوم حضرت یعقوب کی اولاد میں سے ہے۔"
- ۲۔ مصری ادیب فراتے ہیں "افغان (پشتون) بہادری، سختی سے ٹٹنے اور دوستداری میں مشہور ہیں۔ یہ خاموش فضا اور آزاد ماحول میں زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں۔ آزادی کے دلدادہ ہیں۔"
- ۳۔ فراتے ہیں۔ "افغان قوم مصریوں اور دیگر عرب قوم سے زیادہ قریب ہے۔ اس قوم نے اسلام اور عرب دنیا کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ان میں بڑے بڑے امام اور اہل مذہب پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے عربی علوم اور زبان کو چار چاند لگائے۔"

- راقم کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور بوعلی سینا جیسے مقتدر ائمہ افغان نژاد ہیں۔ اور وہ ان پر فخر کرتے ہیں۔
- ۴۔ مؤلف مزید فراتے ہیں۔ "بہادری، سر بلندی، صدق، وفاداری، مہمان نوازی، عدل، سخا، جود و کرم ایسی صفات ہیں جو عربوں اور افغانوں میں اکٹھے پائے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مزاج بھی ایک جیسے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانوں نے عربوں کی طرح صدق دل سے اسلام قبول کیا اور ہند تک اس کا دائرہ وسیع کیا۔"

مؤلف اپنے کہنے میں حق بجانب ہے کیونکہ افغان باب الہند (خیبر) کے محافظ تھے۔ انہوں نے ہر ایک کو اس باب سے داخل ہونے کی اجازت نہ دی یہی خدشہ سکندر اعظم کو لاحق ہو گیا تھا۔ اس نے خیبر چھوڑ کر باجوڑ کے راستے ہند پر حملہ کیا۔ ایشیا کی وہ قومیں جو ہند میں وارد ہوئیں افغان قوم سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ مغل، ترک چینی، یونانی، عرب افغانوں کی مدد سے ہند پر حملہ آور ہوئے۔ مذکورہ قوموں کی زبانوں میں پشتو کے الفاظ کا پایا جانا مذکورہ دعوے کا بہت ثبوت ہے۔

افغانوں کی داستان لمبی بھی ہے اور دلچسپ بھی ہے۔ اس لئے تمہید ذرا مدید ہو گئی۔ اب راقم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور کچھ وضاحت کے ساتھ اسلام کے شہدائی افغانوں کے عربی علوم و فنون کی فضا

کو قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔

- ۱۔ فلسفہ کے میدان ابو الحسن شہید بن حسین بلخی کا نام سرفہرست ہے۔ بلخ افغانستان کا اہم ثقافتی مرکز ہے۔
- ۲۔ شعر میں بشار بن برد جو ۱۳/۹۵ طخارستان میں پیدا ہوئے اور بغداد میں اپنا نام پیدا کیا۔ طخارستان کے متعلق صاحب منجد یوں لکھتا ہے۔ *بلاذ و اقعۃ فی اعالی نہر امو دریا۔ قاعدہا بلخ (نہر امو دریا دریا کے آئینے کے اوپر والا علاقہ ہے جس کا صدر مقام بلخ ہے)۔*
- ۳۔ ابو الحسن سعید بن مسعودہ البلخی جو خفیش اوسط کے نام سے مشہور ہے۔ جس کو عربی قواعد و عروض و بحر میں شہرت حاصل تھی۔

۴۔ حدیث شریف کے میدان میں ابو جعفر بن سعید بن جمیل۔۔۔۔۔ البغلا فی الملوذ فی ۱۲۸ھ ۷۶۵م زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یاد رہے کہ بغلان افغانستان کا ایک شمالی ضلع ہے۔

- ۵۔ ابو معشر بن محمد بن عمر المتوفی ۲۷۲ھ ۸۸۵م البلخی نے چالیس سے زیادہ کتابیں علم حدیث پر لکھی ہیں۔
- ۶۔ امام ابو حنیفہ کے عقلی اور نقلی فقہ سے کون واقف نہیں ہے۔ شاید ان جیسا دنیا میں کوئی قانون دان پیدا ہوا ہو۔ ان کے آباء و اجداد کابل کے تھے۔ جو قیدی بنا کر کوفہ لے جائے گئے۔
- ۷۔ ابو علی الحسن ابن سینا کے نام سے کون صاحب علم بے خبر ہے۔ آپ موجودہ یورپی طب کے بانی مہمانی ہیں صاحب قرۃ رشیدیہ تیسری جلد میں یوں رقم طراز ہیں۔

وُلِدَ فِي خَوْمِثِينَ مِنْ قُرَى بَخْصَا الْوَاقِعَةِ فِي شَمَالِ افغانستان مِنْ وَالِدَيْنِ افغانين..... وَ
اَلْفَ نِيفَا وَ مِائَةِ كِتَابٍ فِي طَبِّ وَالْفَلْسَفَةِ وَالطَّبِيعَةِ وَالرِّيَاضَةِ وَالْاَدَبِ وَالسِّيَاسَةِ وَ
الْمُوسِيقَى۔

ترجمہ۔ وہ بخارا کے دیہات میں سے گاؤں خومین جو افغانستان کے شمال میں ہے پیدا ہوئے۔ ان کے والدین افغانی تھے۔ انہوں نے سو سے زیادہ کتابیں تالیف فرمائی تھیں جو طب، فلسفہ، فزکس، ریاضی، ادب، سیاست اور موسیقی کے مضامین پر مشتمل ہیں۔

۸۔ خاندان براہمہ کو خلفائے عباسی کے دور میں اپنی عقل و بصیرت کی بدولت ممتاز فوقیت حاصل تھی۔ وہ وزارت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور حکومت کے سیاہ و سفید کے خود مالک ہو گئے۔ اور علم و ادب مدارس اور جامعات کی شکل میں عظیم شان خدمات انجام دیں۔ وہ کہاں کے تھے۔

مؤرخین کہتے ہیں وہ بلخ سے تعلق رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ بلخ افغانستان کا ایک صوبہ تھا اور ہے۔ اس خاندان نے عربی علم و ادب میں براہ راست یا بالواسطہ ایک وافر ذخیرے کا اضافہ کیا۔

۹۔ کہا جاتا ہے ابو عثمان عمرو بن عبید جس نے خلیفہ بن عطاء کے اشتراک سے فرقہ معتزلہ کی بنیاد رکھی تھی اور قدیم عربی ادب کے امام تسلیم کئے جاتے ہیں ان کے آبار و اجداد افغانستان سے متعلق تھے۔
۱۰۔ ابوالقاسم عبد بن محمد بن محمود الکعبی جس نے کعبیہ فرقہ کی بنیاد رکھی جو معتزلہ کا ایک حصہ ہے وہ بلا شک افغانی ہے۔ آپ ۲۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۳۹ھ میں بلخ میں وفات پائی۔
ہرات جو افغانستان کا ایک اہم شہر ہے۔ یہ عربی علم و ادب، فقہ و قانون، تفسیر القرآن اور احادیث النبوی کے پڑھنے پڑھانے کا مرکز رہا ہے۔

۱۱۔ ابوالفضل محمد بن ابی بعفر جو ۳۲۹ھ ۹۴۹م میں فوت ہوئے۔ انہوں نے فنون و علوم میں کمال حاصل کیا تھا۔ اور جنہوں نے شطرنج کے متعلق شعر گوئی کی ہے۔ ہرات افغانستان کے تھے۔ آپ کتاب مفاخر المقامہ کے مولف ہیں۔
۱۲۔ ابوسہیل و ابواسامہ دونوں لغوی تھے۔ اور ہرات سے متعلق تھے۔
۱۳۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ابو ذر عبد اللہ بن احمد ہروی جو کتاب المستدرک علی الصحیحین کے مولف تھے افغانی تھے۔
ہروی ہرات کو نسبت ہے جو افغانستان کا ایک اہم شہر ہے۔

۱۴۔ ابو زید احمد بن سہیل جو بلخ کے قریب شاستان میں پیدا ہوئے اور امیر بلخ عبد اللہ بن سہیل نے نہایت توقیر و قدیم کی۔ آپ ۲۰۹ھ ۹۲۱م میں اپنی مشہور کتاب، کتاب الاشکال جغرافیہ کے موضوع پر لکھی۔ اس کا ایک باب فضائل بلخ پر بھی ہے۔

۱۵۔ ابوالمظفر محمد بن آدم الہروی متوفی ۴۴۱ھ جنہوں نے دیوان متنبی اور دیوان حماسہ کی مفصل شرح لکھی ہیں۔
۱۶۔ منصور محمد بن احمد بن طلحہ۔ پیدائش ۲۸۲ھ ہرات کے تھے۔ ان کے مؤلفات میں القاموس (تہذیب اللغۃ) زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

محمد یوسف ہروی علم حدیث میں ماہر تھے۔ آپ ابو عبیدہ محمد بن محمد بن عبد الرحمن الہروی کے شاگرد تھے۔ اس کتاب، التفسیر فی القرآن و احادیث لکھی جس کی وفات ۴۰۱ھ میں ہوئی۔
ابوالحسن علی بن محمد الہروی لغوی نحوی اور خطاط گذرے ہیں۔

عزیزیوں کی حکومت جب سے افغانستان میں آئی اس دن سے سرکاری زبان عربی کی بجائے فارسی مقرر کی لیکن اس کے باوجود علماء افغانہ نے اپنی تصنیف اور تالیف عربی زبان میں جاری رکھی۔ ملوک و امرائے وقت دست فہم کے لئے فارسی میں تراجم کئے گئے۔
چنانچہ رشید الدین الطوطا البلخی نے جو فارسی اور عربی کے شاعر بھی تھے۔ پندرہ کتابیں عربی میں تالیف

انہوں نے مناقب علی ابن ابی طالب کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ جو "مطلب کل طالب" کے نام سے مشہور ہے۔

اس کی تاریخ وفات ۵۸۸ھ ۱۱۸۳م ہے۔

۲۰۔ ابو الفضل محمد بن حسین البیهقی ۳۹ سال غزنوی بادشاہوں کے دربار میں رہے۔ جس میں محمود غزنوی کا دور زیادہ مشہور ہے۔ انہوں نے تاریخ الغزنویہ لکھی۔ اس کی تاریخ وفات ۴۷۰ھ ۱۰۷۷م ہے۔

۲۱۔ قاضی حمید الدین ابوبکر عمر بن محمود البلخی کے بہت سے مؤلفات عربی و فارسی میں ہیں۔ وہ پہلا ادیب ہے جس نے عربی قافیہ نویسی کے متوال پر فارسی میں سجع کا استعمال کیا۔

۲۲۔ شیخ الاسلام ابواسماعیل عبداللہ بن ابی منصور جو ۳۹۶ھ میں ہرات کے نزدیک پیدا ہوئے اور ۴۸۱ھ ۱۰۸۸م میں ہرات میں وفات پائی۔ آپ کے مشہور مؤلفات میں سے (۱) منازل السائرین (۲) نظریات و مقامات التصوف (۳) زلالام فلسفہ ہیں۔

۲۳۔ ابوریحان البیرونی ۹۷۳ھ ۱۰۴۸م اگرچہ مؤرخین کو ان کے اصلی وطن کے بارے میں کلام ہے بعض کہتے ہیں کہ خوارزمی ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ افغانی ہیں۔ بہر حال آپ کو جو شہرت اور فوقیت حاصل ہے وہ افغانی حکمران غزنوی خاندان کی تولیت سے ہے۔ آپ ہی کی بدولت عرب دنیا اور یورپ قدیم ہند کی تہذیب سے آگاہ ہوئے ہیں۔ صاحب منہج آپ کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔

”درس البریغیات و الفلک والطب و التقاویم و التاریخ و العلوم الیونانیہ و الہندیہ... من مؤلفاتہ الآثار الباقیہ من القسور الخالیہ طبع فی ۱۸۳۸م“

۲۴۔ ابوالحسن علی بن الحسن بن ابی الفیث البخاری ان کے بہت سے مؤلفات ہیں۔ فقہ منطق فلسفہ اور ادب میں جن میں مشہور دمیۃ القصر و عصرة اہل العصر زیادہ مشہور ہے جس میں ۲۵ عربی شعرا کے شعرا و زندگی سے بحث کی ہے جس سے آپ نے یمۃ الدہر للثعلبی کی تکمیل فرمائی ہے۔

۲۵۔ محمد بن علی بن محمد المعروف بابی سہل ۳۷۲ھ - ۹۸۰ھ ہرات میں پیدا ہوئے۔ اور ۴۳۳ھ ۱۰۴۲م قاہرہ میں وفات پائی۔ علم حدیث کے امام مانے جاتے ہیں۔

۲۶۔ آدم بن احمد بن اسد الہروی جس نے پہلے بلخ میں دوس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے حلقہ درس میں شیعہ الدین الوطواط بھی شامل تھے۔ پھر حج کرنے گئے اور واپسی پر بغداد میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے ادبیات و نظم و نثر پڑھایا آپ کی مشہور تالیف ”کتاب الصراف فی ادب القضاۃ دعوا فی الحکومات“ آپ کی تاریخ وفات ۵۳۶ھ ۱۰۴۲م ہے۔

۲۷۔ کتاب المقالات دس کتاب قبول الاخبار و معرفۃ الرجال (۳) و شغفہ لوزار کے مؤلف بغدادی الہروی ہیں۔ جو ۴۵۸ھ ۱۰۹۵م بلخ میں فوت ہوئے۔

۲۸۔ ابو محمد حسین بن مسعود الغرار البغومی جو افغانستان کے بلخ گاؤں میں ۱۱۱۶ م میں پیدا ہوئے مشہور فقیہ اور محدث گذرے ہیں۔ کتاب مصابیح السنۃ اور تہمیں اور کتابیں آپ کی مؤلفات ہیں۔

۲۹۔ علی بن محمد البحر جانی جس نے ہرات میں سکونت اختیار کی ۵۷۶ھ میں متعدد کتابوں کے مؤلف تھے جن کی تعداد ۴۴ بتائی جاتی ہے۔

۳۰۔ نور الدین ابوالقاسمی بن احمد البلیخی جس نے علم الفک میں دو کتابیں لکھیں۔ المدخل فی علم النجوم اہم تالیف ہے۔

۳۱۔ زین الدین بن علی بن احمد المعبدی الصوفی ہے۔ جنہوں نے عربی میں چند کتابیں تحریر کیں ان میں ہدایات الاذکیا الی طریق الاولیاء زیادہ مشہور ہے۔

۳۲۔ عبدالباقی بن محمد حاجی صدر الدین الصیرفی القندہاری اور اس کی تالیف اکتاب اللغوی دہام شرک کے موضوع پر دونوں شہرت کی حامل ہیں۔

۳۳۔ معین الدین بن شرف الدین الغواجی الہروی المتوفی ۹۰۷ھ ۱۵۰۱م نے بحر الدرة تالیف فرمائی۔

۳۴۔ کمال الدین حسین بن علی الہروی المتوفی ۹۱۰ھ ۱۵۰۵ھ فارسی کا مشہور شاعر اور عربی کا ادیب تھا لوائح القمر آپ کی مشہور تالیف ہے۔ ہرات کو نسبت ہے۔

۳۵۔ عبدالمعین بن احمد بن ابیکار البلیخی نے ۹۷۳ھ اپنا دیوان الشعر بعنوان (غواشی الاسواق فی معانی العشاق) مرتب فرمایا۔

۳۶۔ عصام الدین ابراہیم بن عرب شاہ الاسفرائینی المتوفی ۹۴۴ھ ۱۵۳۷م ہرات کے مدرسہ شاہرود میں کافی عرصہ تک مدرس رہے اس نے میزان الادب فی العلوم الثماتہ (الصرف۔ النحو۔ البلاغۃ) عربی زبان میں تحریر فرمائی۔ ۲۔ علم المجاز بھی ان کی کتاب ہے۔

۳۷۔ محمد بن یوسف اللبیب الہروی ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ھ طب میں ایک کتاب بعنوان "الجواہر فی المطلحات الطبیۃ سن العبریۃ واللاتینیۃ والیونانیۃ" (عبرانی الاطینی اور یونانی طبی اصطلاحات) فن طب میں بہترین کتاب ہے۔

۳۸۔ گیارہویں صدی میں محمد بن الحاج محمد الہروی نے انیس الموحشین لکھی۔

۳۹۔ تبرہویں ہجری میں صاحب زادہ محمد عمر میاں محمدی نے برہان الاصول۔ ۲۔ دلائل السماء فی تحقیق الجمعۃ تحریر کی۔

۴۰۔ ملا دوست محمد بن طامین الکابلی نے ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۱م تحفۃ الاخلاء فی عصۃ الانبیاء تحریر فرمایا۔

افغانستان کے وہ علماء جنہوں نے اسلامی علوم و فنون میں کمال پیدا کیا۔ ان کی فہرست بہت طویل ہے اس مقالہ میں اتنی طاقت نہیں کہ ان سب کا احاطہ کرے۔ آخر میں جلال الدین افغانی کے اسم گرامی کا ذکر کر کے فہرست کو ختم کرتا ہوں۔ اور مقالے کے دوسرے لوازمات کی طرف متوجہ ہوں۔

۴۱۔ صاحب منجد جو عیسائی مسلک ہے جمال الدین افغانی ۱۸۳۸ء تا ۱۸۹۸ء م کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔

وُلِدَ فِي أَسْعَدَ أَبَادَ جَالٍ فِي الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ فَاحْزَنَ ثِقَافَتًا وَاسْعَى خُطْبًا دَعَا إِلَى الْوَحْدَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ "الرَّدُّ عَلَى الدَّهْرِيَّةِ فَقَلَهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ مِنَ الْفَارِسِيَّةِ إِلَى الْعَرَبِيَّةِ يَعْنِي وَهُوَ اسْعَدُ أَبَادٍ رَاغِبٌ فِي افْغَانِسْتَانِ" میں پیدا ہوئے الخ

افغانستان میں دینی مدارس | ویسے تو ہر افغانی کا گھر دینی مدرسہ کا سماں پیش کرتا ہے۔ جہاں روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے۔ پشتو اور فارسی کی کتابیں جو مسائل دینیہ پر مبنی ہوتی ہیں پڑھی اور سنائی جاتی ہیں۔ گھر کے علاوہ مسجد بذات خود ایک مدرسہ ہوتا ہے۔ جہاں ملک کے اندر یا باہر دینی مدارس کا فارغ شدہ عالم دین اس مدرسے کا مدرس اعلیٰ ہوتا ہے۔ اور جہاں بچوں کو قرآن و احادیث نبوی پر مبنی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ فقہ، ادب اور قواعد کی کتابوں پر توجہ دی جاتی ہے۔ لیکن ہم مرکزی مدرسوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جن کی افغان حکومت براہ راست نگرانی کرتی ہے یا بالواسطہ (اب روسی انقلاب کے بعد تو حالت زار سب پر عیاں ہے) افغانستان کی مدارس ثانویہ تک عربی زبان لازمی تھی۔ جیسا کہ پاکستان میں اردو زبان ہے۔

۲۔ کابل میں ایک بڑا ادارہ علوم ہے جن کے اساتذہ دیوبند۔ دارالعلوم حقانیہ اور جامع الزہر کے فارغ شدہ ہیں۔
۳۔ فخر المدارس ہرات جن میں کثیر طالب العلم علوم اسلامیہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔
۴۔ جلال آباد کے قریب خدہ میں نجم المدارس دینی سرگرمی میں مصروف نقاب خدا جانے کیا حال ہے۔
۵۔ اسی نوعیت کا مدرسہ بسیدہ مزار سے شریعت میں دینی علوم کا نور انخار بلا دیں پھیلا رہا ہے۔
۶۔ مہمند میں مدرسہ ظاہر شاہی میں طلبہ کی کافی رونق ہوتی ہے۔

۷۔ مدرسہ تھانستان میں اساتذہ و تلامذہ کا ہجوم رات دن رہتا ہے۔
۸۔ نور المدارس غزنی میں ۳۰۰ سے زائد طالب علم زیر تدریس ہوا کرتے تھے۔
۹۔ مدرسہ المستقیمہ قندہار میں علوم فیوض کا سرچشمہ ہے۔ جہاں اکثر فضلاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک پاکستان اور جامع الانہر مصر کے فارغ شدہ اساتذہ پڑھا رہے تھے۔ بغیر ملکی تسلط کے بعد پتہ نہیں کہ وہاں کیا حال ہے۔
جنوری ۱۹۵۵ء میں مستشرق کارل نشتولز کا ایک مضمون زیر عنوان "اللغة العربية في افغانستان مجله الجمع العلمي بدستق میں چھپا تھا۔ مضمون کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

"والطلبة الافغانيون يلفظون احرف الضاد والعين والهمزة بوضوح ويصعب على المرء ان يعرفهم افغانا حين يتكلمون بالعربية.... وتري ان اولئك الطلبة لا تعادل فرحتهم لمعرفة العربية بفرحة اخرى"

ترجمہ۔ عربی زبان کے افغانی طلبہ صرف نثار عین اور ہمزہ ایسی رضا حسرت کے ساتھ ادا کرتے ہیں کہ سامع کے لئے مشکل ہو جاتا ہے کہ آیا متکلم افغانی ہے یا عربی۔ آپ محسوس کریں گے کہ وہ طلبہ عربی زبان دانی کو ایسی کامیابی تصور کرتے ہیں جس کے مقابلے میں اور کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔

”وهكذا انجد افغانستان تحتل مكاناً ممتازاً في البلدان المسلمة غير العربية من حيث الادب والعقيدة“ منذ اقدم العصور حتى اليوم۔

ترجمہ۔ اسی طرح ہم افغانستان کو پاتے ہیں جس نے (عربی کے میدان میں) غیر عربی اسلامی ملکوں میں زمانہ قدیم سے آج تک عربی ادب میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا ہے۔

افغانی شعر پر عربی کا اثر آج کل اگر پشتو دری پشتو زبان بولنے والا افغانی سے ہم کلام ہو جائے تو ایک دوسرے کو سمجھنا قدرے مشکل ہو جاتا ہے کیوں؟

اس لئے کہ افغانی پشتو نے عربی اثر کو اب تک بحال رکھا ہے۔ جب کہ پاکستانی پشتو نے عربی تاثر کو کافی حد تک زائل کر کے انگریزی زبان کے تاثر کو قبول کیا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ کلام الملوک۔ ملوک الکلام۔ انگریز ہمارے ملوک تھے اس لئے ان کی زبان بھی ہماری زبانوں کی بادشاہ بنی۔ لیکن افغانستان میں عربی کی حاکمیت غیر ملکی تسلط سے قبل تک موجود تھی۔ اور انشا اللہ عربی کی تسلط بہت جلد عود کر آئے گی۔

چند صدی پہلے پاکستانی پشتو عربی سے بے حد متاثر تھے۔ اس کے ثبوت میں خوشحال خان کے بیٹے عبدالقادر خان کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

سپاہ فتح و نیو، دل رہے نقاب
گل شکفتہ شوید نورد بہار
تاج قدم پہ خاور و کینھو، فلک
چہ۔ اشوے مین راشی پیکن
اور دم قبول دے جدائی دہ وی
ذل من طمع، عز من قنح
بے خدایہ ویرہ شرک غفی است
رب، عمل م دے ہمہ دبدے
بتہ رحیمی و کریمی و غفور
عبد القادر چہ داغول کرو بیان
افتح یا مفتح الابواب
الصُّبُوح الصُّبُوح یا احباب
قال یا لیت کنت تراب
سبب یا مسبب الاسباب
ہجر محبوب رأس کل عذاب
غلک قانع شدہ اولو الالباب
وہو القاهر و هو الوهاب
تب علی فانک انت الثواب
زہ کہ ہر ثونہ حسم پہ راہ صواب
شو کہ بہ شے کا ند پہ پشتو کتب جواب

- ۱۔ ترجمہ: محبوب نے پھر چہرے پر نقاب ڈالی۔ کھول اے دروازوں کے کھولنے والے
 - ۲۔ بہار کے پھول ہر سمت کھلے ہوئے ہیں اے دوستو صبح کا وقت کیا پر طعن ہے (صبح شراب صبا کو بھی کہتے ہیں)
 - ۳۔ (اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) جس وقت آپ نے دنیا کی مٹی پر قدم رکھا تو آسمان بول اٹھا کاش میں مٹی ہوتا۔
 - ۴۔ جب بچھڑے دوست ملے (تو کیا بہتر ہوتا ہے) اے مسبب الاسباب کوئی سامان پیدا کر کہ دوست ملے۔
 - ۵۔ مجھے آگ قبول ہے لیکن جدائی قبول نہیں۔ محبوب کی جدائی ساری تکیفوں کی جڑ ہے۔
 - ۶۔ جس نے لالچ کی وہ ذلیل ہو گیا جس نے قناعت اختیار کی وہ پیارا ہو گیا۔ اس لئے تو عقلمند قناعت پسند ہو گئے۔
 - ۷۔ اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرنا پوشیدہ شکر ہے۔ وہی قاہر ہے اور وہی غشنے والا ہے۔
 - ۸۔ اے پروردگار میرا سارا عمل برا ہے تو میری توبہ قبول فرما اے توبہ قبول کرنے والے۔
 - ۹۔ یا خدا، تو رحیم و کریم و غفور ہے اگرچہ میں گناہ گار ہوں اور سیدھے راہ پر نہیں چلتا۔
 - ۱۰۔ جب عبدالقادر نے اس غزل کو بیان کیا تو کون پشتو میں اس جیسا لکھ سکتا ہے؟
- حاصل مقالہ | اس مقالے کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام پر ملت افغان کی دینی اہمیت واضح ہو جائے۔ جس دین کے لئے انہوں نے اتنی روحانی اور مادی قربانی دی ہے۔ اس کا آسانی سے مٹا دینا مشکل ہے۔ ان کے دشمن نے جو ان کی سر زمین پر حملہ کیا ہے اور معدودے چند مواقع پر وقتی قبضہ کر رکھا ہے اس نے غلطی کی ہے اسے اپنی غلطی کا احساس کرنا چاہئے۔ اب بھی اس کے لئے لمحظہ فکریہ ہے۔

مصادر و مراجع | ۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (طبع لاہور) ۲۔ دائرۃ المعارف بریٹانیکا۔

- ۳۔ تاریخ ادبیات افغانستان مؤلف محمد کریم خان نرہی۔
- ۴۔ دیوان عبدالقادر خان سپر خوشحال خان خٹک
- ۵۔ مجلہ المجمع العلمی العربی بمشرق تیسویں جلد۔ سوم جز مقالہ مستشرق ڈاکٹر کارل شتورز تحت عنوان "اللغة العربیة فی افغانستان"
- ۶۔ "تاریخ ادبیات ایران مؤلف درون"۔ ۷۔ المنجد فی اللغة والادب۔
- ۸۔ مجلہ پشتو، پشتو اکیڈمی۔ فروری ۱۹۸۱ء مولف کا مضمون "پہ پینتودہ عربی اثر"
- ۹۔ "تاریخ ادبیات عربی بروکلین"
- ۱۰۔ القراءۃ الرشیدہ جز سوم مؤلف عبدالفتاح صبدی اور علی عمرالمصری۔